© rasailojaraid.com

پاکستانی معاشرے میں جنسی انارکی پھیلانے کا بھیانک منصوبہ
سکولوں میں بچیوں کو پڑھائی جانے والی ایک اخلاق سوز کتاب

''زندگی گزارنے کی مہارتوں پر مبنی تعلیم''

بنت رانا عبدالستار

مغرب کے دل میں ہماری آئندہ نسلوں کے بہتر مستقبل اور تہذیب آموزی کی خاطر کتنا درد ہے۔ اس کا اندازہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اس اتھاہ گہرائیوں والے پیار کا تازہ ترین مظہر ''زندگی گزارنے کی مہارتوں'' پر مبنی یہ کتاب ہے جو کہ سرکاری سکولوں میں ڈی۔ او صاحبان کی باقاعدہ اجازت سے سرکاری سرپرستی میں پڑھائی جا رہی ہے۔ کتاب کے صفحۂ اوّل پر اظہارِ تشکر کے عنوان کے تحت کتاب کے ناشران وشائع کنندگان کا مختصر تعارف بھی ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

> ''ورلڈ پاپولیشن فاؤنڈیشن نے ۲۰۰۹ء میں نوجوان نسل کی تعمیر کا ایک انفرادی پروگرام ''ہمارا کل'' یورپین یونین کی مالی معاونت کے ساتھ پاکستان کے تین اضلاع، کراچی، ملتان اور مٹیاری میں شروع کیا۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد پاکستان میں نوجوانوں کی تعلیم اور صحت کی صورت حال کا بہتر بنانا ہے اور اسی کی ایک کڑی سکولوں میں ''زندگی گزارنے کی مہارتوں پر مبنی تعلیمی پروگرام'' ہے جو اِن تمام اضلاع کے تقریباً ۳۰۰ سے زائد سکولوں میں ۱۲۵۰ اساتذہ کی رہنمائی اور تعاون سے تقریباً ۱۵۰،۰۰۰ نوجوان طلبہ وطالبات کے ساتھ مکمل کیا جائے گا...... یہ کتاب اسی پروگرام کا ایک حصہ ہے جس کی مدد سے سکولوں میں اساتذہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو زندگی گزرانے کی بنیادی مہارتیں سکھاتے ہیں۔''

اسی طرح مالی طور پر بدعنوانیوں کے الزامات سے بدنام ہونے والی چند غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کے نام بھی درج کیے گئے ہیں۔

ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کس ''رُخ'' سے کرنا چاہیے تھی جو ہمیں ان کتابوں میں دکھایا گیا ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ بچوں کو ان کتابوں کو گھر لے کر جانے کی اجازت نہیں کیونکہ پچھلے سال اس سے بھی زیادہ ''بے ہودہ کتابیں'' جب بانٹی گئیں تو مائیں سکول انتظامیہ سے احتجاج کرنے آئیں کہ یہ آپ ہمارے بچوں کو کیا پڑھا رہے ہیں؟ اور انہیں وقت سے پہلے (برے انداز میں) غلط شعور سے آشنا کر رہے ہیں تاکہ پاکستانی قوم کو اس کی اخلاقی بنیادوں سے متزلزل کر کے مغربی حیوانوں کے انبوہ میں تبدیل کر دیا جائے۔

یورپی یونین کی مالی معاونت سے شروع کیا گیا یہ پروگرام ہمارے بچوں کے لیے خاص نوعیت کا حامل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی ٹریننگ کے لیے جانے والی معلمات سے ان کتابوں کے بارے میں تاثرات لیے تو وہ باقاعدہ بحث پر اتر آتی ہیں۔ مثلاً: یہ پروگرام ہونا چاہیے۔ آخر آج بچوں کو کیا معلوم ہوتا انہیں ہم نہیں بتائیں گے تو کون بتائے گا؟ اگر کوئی بچی حاملہ ہو جاتی ہے تو اسے کیسے سنبھالنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کتاب کے مضامین میں:

☆ متاثرہ فرد سے غیر محفوظ جنسی تعلقات استوار کرنے سے
☆ متاثرہ فرد کے جسم میں استعمال کی گئی آلودہ سرنج کے استعمال کرنے کے بارے میں
☆ جراثیم سے متاثرہ خون کی منتقلی کے بارے میں
☆ متاثرہ حاملہ ماں سے پیدا ہونے والے نومولود بچے کو بچاؤ بارے
☆ آلودہ آلات جراحی استعمال کرنے کے بارے میں
☆ آلودہ بلیڈ کے استعمال کرنے سے نقصان وغیرہ
☆ متاثرہ ماں سے دودھ پیتے ہوئے بچے کو ماں کے دودھ سے لگنے والی بیماری کی بابت
☆ اپنی جنسی ساتھی کے ساتھ جنسی تعلقات استوار کرتے وقت محفوظ طریقے کار اپنانے بارے میں بتایا گیا ہے

درحقیقت ہمارے روایتی معاشرتی و مذہبی اور مشرقی حیا سے مزین سیٹ اپ کو یکسر بدلنے کی سعی کی گئی ہے۔ جیسے: کم عمری کی شادی کی ممانعت تو ہے مگر کورٹ میرج کے بڑھتے رجحان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

زنائے محرم کے بارے میں غلط انداز میں ذہن سازی کرنا اور مرد اور عورت کی برابری، صنفِ مخالف کی بابت احساس اجاگر کرنا شامل ہے۔ امسال چھٹیوں کے بعد اس کورس کے باقاعدہ سوال جواب ہوں گے بچیوں سے پوچھا جاتا ہے کہ بعد شادی کے کتنے بچے ہونے چاہئیں؟

جب کچھ معلمات نے ہوٹل ٹریننگ کے دوران پچھلے سال احتجاج کیا تو جواب ملا: ”مس! یہ اسلامیات کا پیریڈ نہیں ہے۔“ سوال یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ کتابیں تو آ بھی گئیں طلبا و طالبات نے پڑھ بھی لیں، ایسے سوالات کے جوابات بھی تحریر کر کے دے دیے۔ ہم بہ چشمِ تماشا دیکھتے رہے۔ ان این جی اوز کا کردار ہمارے نصابی معمولات میں کس قدر بڑھ چکا ہے۔ چونکہ جب اقلیت قوت حاکمہ کا روپ دھار لے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

ہمارے اربابِ علم و فضیلت کا یہ فریضہ ہے کہ مناسب تدبیر کر کے اب اس کے مقابلے میں دینی اور نظریاتی کتب کو بھی مجاز اتھارٹی سے التماس کر کے داخلِ ادارہ کریں۔ یا کوئی لائحہ عمل ترتیب دیں کیونکہ یہ ہماری آنے والی نسلوں کا بھی سوال ہے کہ ہمارے بھی بچے ان اداروں میں زیرِ تعلیم ہیں۔

© rasailojaraid.com